© rasailojaraid.com

علامہ ظہیر احسن نیمویؒ اور آثار السنن (۱)

مولوی شایان احمد صدیقی
متخصص فی علوم الحدیث بنوری ٹاؤن کراچی

برصغیر پاک وہند کے مطلع پر جب اسلام کا آفتاب طلوع ہوا تو اس کی روشنی نے یہاں کے افراد کی علمی وعملی صلاحیت کو جلا بخشی، جس کی بدولت اقوام برصغیر نے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے کہ وہ علمائے دہر کی اولین صفوں میں شامل ہوگئے۔ یہاں کی مٹی سے ان نفوس قدسیہ نے جنم لیا جو دنیائے علم وادب کے لیے باعث صد افتخار ہیں۔ شیخ علی متقیؒ (۹۷۵ھ) صاحب ''کنز العمال''، علامہ طاہر پٹنیؒ (۹۸۶ھ) صاحب ''مجمع بحار الانوار'' اور خانوادۂ ولی اللہؒ سے لے کر کاروان علمائے دیوبند تک اس کا شاہد عدل ہیں۔ تیرھویں صدی ہجری میں اس عظیم قافلے کے ایک فرد علامہ ظہیر احسن نیمویؒ نے اس دنیائے رنگ وبو میں آنکھ کھولی اور اپنی تصانیف سے ایک عالم کو سیراب کیا۔ آپ کی تصنیف ''آثار السنن'' کو شہرت دوام حاصل ہے۔ ذیل میں علامہ نیمویؒ کے حالات کا ذکر اور ان کی کتاب کا مفصل تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

ولادت باسعادت: علامہ نیمویؒ ۱۲۷۸ھ/۱۸۶۱ء کو اپنی خالہ کے گھر موضع صالح پور میں پیدا ہوئے۔

نام ونسب: آپ کا نام محمد ظہیر احسن، کنیت ابوالخیر اور دنیائے شعروادب میں آپ کا تخلص ''شوق'' ہے، جب کہ مادۂ تاریخ ولادت سے تاریخی نام ''ظہیر الاسلام'' بعدد ۱۲۷۸ھ ہے۔ موضع نیمی (۱) ضلع پٹنہ آپ کا وطن مالوف ہے۔ اور اسی نسبت سے نیموی مشہور ہیں۔ انتالیس (۳۹) واسطوں سے آپ کا نسب سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے۔ علامہ نیمویؒ اپنے نام، کنیت اور تخلص کو منظوم بیان کرتے ہوئے ایک رباعی میں فرماتے ہیں ؎

شوق است تخلصم ظہیر احسن نام — در قریہ دلنواز نیمی از مقام
شد از پئے کنیتم ابوالخیر الہام — تاریخ تولدم ظہیر الاسلام

آپ کے والد شیخ سبحان علی صدیقی موضع نیمی کے معزز اور صاحب علم آدمی تھے۔ آپ کے والد ماجد نے دو نکاح کئے تھے اور علامہ نیمویؒ دوسری بیوی کے بطن سے تھے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تعلیم وتربیت: علامہ نیمویؒ کی عمر جب چھ سال کی ہوئی تو مکتب میں تعلیم کے لیے بٹھادیے گئے جہاں آپ نے شیخ عبدالوہاب المعروف شاہ دیدار علی (متوفی ۱۲۹۲ھ) سے فارسی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔عربی کی تعلیم اپنے والد شیخ سبحان علی صدیقی (۱۲۹۶ھ) اور دیگر اساتذہ فن سے حاصل کی۔

علامہ نیمویؒ کی فطرت میں باری تعالی نے بچپن ہی سے ذہانت وفطانت ودیعت رکھی تھی۔اس لئے اساتذہ کے محبوب رہے۔آپ کے والد چونکہ علم دوست آدمی تھے اوران کی خواہش تھی کہ ان کا یہ ہونہار سپوت اچھی استعداد کا عالم بنے اس لیے ایک مرتبہ مدرسہ میں تاخیر ہوجانے کی وجہ سے والد صاحب نے تنبیہ فرمائی۔اس تادیبی کارروائی کو اللہ جل شانہ نے بارآور کردکھایا اور علامہ نیموی کی صورت میں ایک عظیم محدث جلوہ نما ہوا۔

فارسی کی تعلیم کے دوران ''گلستان سعدی'' کی شاعری اورادبیت نے آپ کے ذوق کو جلابخشی اور آپ کم عمری میں ہی دنیائے شعروسخن کے شناور ہوگئے تھے اور شعر کہنے لگے تھے۔علامہ کے اس ذوق شعری کا حال جب والد صاحب کو معلوم ہوا تو انہوں نے خفگی کا اظہار کیا مگر چونکہ یہ ذوق فطری وطبعی تھا اس لئے بڑھتا ہی گیا۔

''مرض بڑھتا ہی گیا جوں جوں دوا کی''

ابتدائی تعلیم کے بعد آپ عظیم آباد (پٹنہ) گئے اور وہاں عربی کے مشہور عالم مولانا محمد سعید حسرت عظیم آبادی (۱۳۰۴ھ) کی خدمت میں رہ کر عربی زبان وادب کی تکمیل کی۔

۱۲۹۶ھ میں مدرسہ چشمہ رحمت غازی پور گئے اور مفتی محمد فرنگی محلی کے پاس ٹھہرے، پھر آپ میر نور علی استانوی کے گھر میں قیام پذیر ہوئے اور اسی مدرسہ میں رہ کر مفتی محمد، شیخ عبداللہ اور دیگر مشاہیر فن سے کسب فیض کیا۔علامہ نیمویؒ غازی پور میں تقریبا چار برس قیام پذیر رہے اور اس دوران کتب متوسطہ متداولہ کی تکمیل کی۔

اس وقت شمال مشرقی ہندوستان میں علمائے فرنگی محل کے فضل اور تفقہ کا آفتاب اپنی آب وتاب کے ساتھ جلوہ نما تھا اور دور دور تک ان کے فضل وکمال کا شہرہ تھا۔اطراف عالم سے طالبان علوم نبوت اپنی تشنگی دور کرنے کے لئے وہاں کا رخ کرتے تھے۔فرنگی محل کے مسند درس پر علامہ عصر، فقیہ الدھر علامہ عبدالحی لکھنوی (۱۳۰۴ھ) متمکن تھے۔اس لئے آپ نے لکھنوء جاکر ان سے کسب فیض کیا اور تفسیر، حدیث، فقہ اور اصول فقہ کی کئی کتابیں پڑھیں۔ان کی صحبت میں رہ کر علامہ نیمویؒ نے علم حدیث میں خاص ملکہ پیدا کیا جس کا ظہور بعد میں ''آثار السنن'' کی صورت میں جلوہ گر ہوا۔

اس دوران آپ کی بلند ہمت طبیعت نے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ ان علوم کے ساتھ ساتھ آپ فن طب کی طرف بھی متوجہ ہوئے اور حکیم باقر حسین سے فن طب میں اکتساب فیض کیا اور اس میں مہارت تامہ پیدا کی۔

لکھنوء میں آپ کے قیام کا زمانہ پانچ برس کا ہے۔اس دوران آپ نے علوم تفسیر، حدیث، اصول، فقہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور طب کی منتہی کتابیں پڑھیں اور رسمی تعلیم سے فراغت حاصل کی اور وطن واپس ہوئے۔

حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ کے آستانہ پر: علامہ نیمویؒ اپنے تمام تر علمی، ادبی اور سفری مشاغل کے باوجود کبھی یاد خدا سے غافل نہ رہے۔ ہر دم ذکر الٰہی میں لگے رہتے۔ ایک مرتبہ کسی شیخ کے دست حق پرست پر بیعت ہونے کا داعیہ قلب میں پیدا ہوا تو حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ (۱۳۱۲ھ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کے ساتھ ساتھ تمام کتب حدیث کی سند عموماً اور مسلسلات کی سند خصوصاً ان سے حاصل کی۔ چنانچہ موصوف کا بیان ہے:

''لما حضرت عنده بعدما فرغ عن تحصيل الكتب الدرسيه من المعقولات والمنقولات، حدثني بحديث الرحمة المسلسل الاولية وهو اول حديث سمعته منه.... ثم قراءت عليه عدة احاديث من الجامع الصحيح للامام البخاری رحمه الله عليه الباری، ثم اجازنی بجميع مرويات من الاحاديث وببعض من الاوارد التی هی لخير الدارين''(۲)

''جب میں علوم متداولہ کی فراغت کے بعد ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے سب سے پہلے مجھے حدیث رحمت سنائی، اس کے بعد میں نے آپ سے بخاری شریف کی چند احادیث پڑھیں، تو آپ نے مجھے تمام مروی احادیث اور بعض ان اوراد و وظائف کی بھی اجازت دی جو دونوں جہاں کی فلاح کے لیے ہیں''۔

شیخ عبدالحق مہاجر مکیؒ سے روایت حدیث کی اجازت: حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ کے علاوہ علامہ نیمویؒ کو شیخ عبدالحق مہاجر مکیؒ سے بھی روایت حدیث کی اجازت حاصل ہے۔ شیخ عبدالحق نے علامہ کو یہ اجازت ایک خط کے جواب میں دی تھی۔ شیخ نے لکھا:

''قد اجزت الهمام المذكور بجميع ما يجوز لی روايته من كتب الحديث ومن كتب التفسير وبجميع الاوراد والاذكار ،وغيرها اجازة عامة تامة''(۳)

''میں اس عالی ہمت شخص کو تمام کتب حدیث و تفسیر اور ان تمام اوراد و اذکار کی روایت کی اجازت دیتا ہوں جن کی مجھے اجازت حاصل ہے''۔

اساتذہ فن: آپ نے علوم عربیہ اور تفسیر و حدیث شمس العلماء مولانا محمد سعید حسرت عظیم آبادیؒ، مولانا محمد عبدالاحد شمشاد لکھنویؒ، مولانا محمد عبدالحی محدث لکھنویؒ، مولانا محمد عبداللہ غازی پوریؒ سے حاصل کیے۔ علم طب حکیم باقر حسین لکھنوی سے حاصل کیا۔ علم سلوک و طریقت حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ سے حاصل کیے۔ اور علم عروض

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ونظم امیراللہ تسلیم لکھنویؒ سے حاصل کیا۔

علامہ نیمویؒ کے اساتذہ میں مولانا عبداللہ غازی پوری غیر مقلد تھے اور علم طب کے استاد حکیم باقر حسین لکھنوی شیعہ تھے۔

علامہ نیمویؒ کو تفسیر، حدیث، فقہ اور دوسرے علوم وفنون کی اجازت حضرت شاہ محمد عبدالحق مہاجر مکیؒ اور شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادیؒ سے حاصل ہے۔

ذوق شعروادب: اللہ تعالی نے بچپن سے ہی علامہ نیمویؒ کو شعروادب کا پاکیزہ ذوق عطاء فرمایا تھا۔اس ذوق کو شیخ سعدیؒ کی ''گلستان'' نے جلا بخشی اور آپ نے ابتدائی کتب کی تعلیم کے دوران ہی شعر کہنا شروع کردیا تھا۔آپ کے والد محترم نے ابتدائی تعلیم کے زمانے میں آپ کو اساتذہ فن کے بہت سے اشعار یاد کروادیئے تھے۔علامہ نیمویؒ اور ان کے ہم عصر آپس میں بیت بازی کا مقابلہ کرتے اور علامہ اس مجلس میں ہمیشہ اپنے ہم عصروں پر سبقت لے جاتے۔علامہ نیمویؒ جب کبھی ایسی مجالس میں شعر کا کوئی ایک مصرعہ بھول جاتے تو فوراً ہی اس کے وزن پر دوسرا مصرعہ اپنی طرف سے کہہ دیا کرتے اور کسی کو اس کا شائبہ بھی نہ ہوتا تھا کہ یہ شیخ کی اپنی اختراع ہے۔

علامہ نیمویؒ کے تخلص اختیار کرنے کا واقعہ یوں ہے کہ ایک مرتبہ استاد میر ذاکر حسین غازی پوری نے شعراء کو اس بحر میں شعر کہنے کی دعوت دی:

''جامۂ ہستی میرے تن پر بہت بوسیدہ ہے''

علامہ نیمویؒ کے ایک بے تکلف دوست اور ہم سبق سید محمد شفیع جو''موج''تخلص کرتے تھے، انہوں نے اس بحر میں شعر کہا اور اپنے دوست علامہ نیموی سے اصرار کیا کہ وہ بھی اس بحر میں اشعار کہیں۔علامہ نیمویؒ کے فطری ذوق نے موج مارا اور آپ نے اس بحر میں ایک طویل نظم کہی اور اپنا تخلص ''شوق'' اختیار کیا۔یہ آپ کی پہلی باقاعدہ نظم تھی جو آپ نے غازی پور میں کہی:

کارگر کیا مرہم کافور ہوا اے چارہ گر — زخم دل شوق محبت سے نمک پاریدہ ہے
کر دیا آتش فرقت نے کس کس کو کباب — چشم ہے گریاں تو بریاں یہ دل آزردہ ہے
مثل سنبل ایک الجھن میں پڑا رہتا ہوں میں — جب سے میرا دل اسیر کاکل ژولیدہ ہے
موسم گل ہے اکڑتے ہیں جوانان چمن — آہ محبوس قفس ایک بلبل شوریدہ ہے
کر تجسس گوہر مقصود مل جائیں گے شوق — دل کے ویرانے میں گنج معرفت پوشیدہ ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس کے بعد علامہ نیمویؒ اپنے اسی بے تکلف دوست کے ہمراہ استاد محمد شمشاد لکھنوی کی خدمت میں گئے اوران سے استفادہ کیا اوراپنی مذکورہ نظم ان کی خدمت میں بغرض اصلاح پیش کی۔ استاد لکھنوی اس نوآموز بچے کی کاوش سے بہت خوش ہوئے اورخوب دادتحسین دی اورضروری اصلاحات کیں۔ اس ملاقات سے آپ کی ہمت بندھی اورشوق میں اضافہ ہوا۔ اس کے بعد آپ مسلسل استاد لکھنوی سے اصلاح لیتے رہے۔

انہی دنوں میں علامہ نیمویؒ نے کہنہ مشق استاد تسلیم لکھنوی کی مثنوی ''شام غریباں'' کا مطالعہ کیا اوران کی شاعری سے بہت متاثر ہوئے۔ اس کے بعدان کی کلیات حاصل کی اوراس کا مطالعہ کیا تو گویا آپ استاد تسلیم لکھنوی کے اسلوب کے عاشق زار ہوگئے۔ علامہ نیموی نے اپنے اشعاراستاد لکھنوی کی خدمت میں ارسال کیے اوران سے بھی اصلاح لی۔ علامہ نیمویؒ نے دوران تعلیم اور بعد فراغت ہمیشہ کتب بلاغت، نقد، فارسی اوراردواشعار کو اپنے مطالعہ میں رکھا یہاں تک کہ آپ نے اس فن میں مہارت پیدا کرلی۔

علامہ نیمویؒ فارسی اردو کے اچھے شاعر تھے۔ شعری محاسن کے ساتھ آپ ایک مشہور نقاداورایک ماہرفن استاد بھی تھے۔ اردو، فارسی تراکیب کی اصلاح اورضروری تنبیہات پر مشتمل آپ کی کتاب ''ازاحۃ الاغلاط'' آپ کی ادبی، فنی صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ کے ہم عصرادباء نے آپ کی صلاحیتوں کو دادتحسین دی ہے۔ اردوشاعری کے مشہور استاد داغ اورامیر مینائی آپ کے قریبی دوست اورمداح تھے۔ استاد داغ نے جب علامہ نیموی سے ان کا شعر:

ستم وجور کی فریاد سے ہم درگزر رہے
ایسے گھبرائے ہوئے تم سرشتر کیوں ہو

سنا تو بے اختیار کہنے لگے: مولانا! آپ نے تو بے چین کردیا۔

علامہ نیموی کی مشہور مثنوی ''مثنوی سوز وگداز'' کی تاریخ استاد داغ نے اس طرح رقم فرمائی:

مثنوی جس کا نام سوز وگداز اس سے بہترین فسانہ شوق
حضرت شوق کی ہے یہ تصنیف باعث رونق زمانہ شوق
تو بھی لکھ داغ مصرعہ تاریخ سنو دل سے یہ سب ترانہ شوق

امیر مینائی لکھنوی نے علامہ نیموی کی مثنوی ''نغمہ راز'' پر لکھا:

امیر اس کی تاریخ میں نے یہ لکھی فصاحت کی جاں آج یہ مثنوی ہے (۴)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اردو کے کئی نامور شعراء نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا ہے۔شاہان مغلیہ کی اولاد میں سے مشہور شاعر شاہ زادہ مرزا محمد رئیس بخت المعروف شاہ زادہ مرزا زبیر الدین زبیر مشہور صاحب دیوان آپ کے شاگرد ہیں۔ان کے علاوہ مولانا شفق عماد پوری، علی رضا ضیاء اور مولانا ابوالکلام آزاد بھی آپ کے شاگردوں میں ہیں(۵)۔

مولانا ابوالکلام آزاد علامہ نیمویؒ سے اپنے اشعار کی اصلاح لیا کرتے تھے اور وہ آپ کی کتابوں سے خوب استفادہ کرتے تھے۔مولانا آزاد نے اس تاثر کے بارے میں اپنی کتاب ''آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی'' میں یوں لکھا ہے:

''اس زمانے میں ایسا ہوا کہ شاعری کے متعلق کتابوں کی جستجو میں رسالہ ''اصلاح'' اور ''ازاحۃ الاغلاط'' لکھنو سے منگوایا۔ یہ دونوں رسالے مولوی احسن شوق نیموی کے تھے اور متعلقہ شعر گوئی اور مبحث متروکات وتصحیح الفاظ میں بہت مفید ہیں۔ان رسالوں سے ان کی دیگر تصنیفات کا علم ہوا اور پھر پٹنہ سے براہ راست انہیں لکھ کر تمام کتابیں منگوائیں،ان میں ''سرمہ تحقیق'' اور ''یادگار وطن'' بھی تھیں۔علی الخصوص یہ اثر ہوا کہ شعر گوئی کے ساتھ قواعد واصول اور زبان کے مباحث پر مولانا شوق نیموی کو ایسا عبور ہے کہ ایک پوربی دیہاتی ہو کر جلال مرحوم جیسے صاحب دعوی کو شکست فاش دے دی۔نتیجہ یہ نکلا کہ میں نے ان سے خط وکتابت کی اور اصلاح لینا شروع کر دیا''(۶)۔

تصانیف: علامہ نیمویؒ نے تمام شعبوں کی طرح تصانیف میں بھی اپنا نام پیدا کیا اور بیش بہا علمی وادبی تصانیف چھوڑیں جو کہ تادم قیامت ان کی یادگار ہیں۔

رہتا قلم سے نام قیامت تلک ہے ذوق ۔۔۔ اولاد سے تو یہی ہے دو پشت چار پشت

آپ کی تمام تصانیف کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱)مذہبی تصانیف (۲)ادبی تصانیف

مذہبی تصانیف: مذہبی کتابوں میں علامہ نیمویؒ کی بارہ(۱۲) کتابوں کا پتہ ملتا ہے،جس میں سے گیارہ کتابیں حنفی مسلک کی تائید میں اور ''آثار السنن'' کے علاوہ بقیہ دس کتب مناظرانہ اسلوب میں ہیں۔ صرف ایک (۱) کتاب ''وسیلۃ العقبی'' موت، مرض اور متعدی امراض سے متعلق ہے۔جس میں قرآن واحادیث کی روشنی میں مختلف ابواب کے تحت مرض وموت کے متعلقہ مسائل پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ انداز بیان عمدہ اور اثر انگیز ہے۔

(۲) **تبیان التحقیق:** صرف نو صفحات پر مشتمل یہ رسالہ علامہ نیمویؒ کی ان نادر تحقیقات پر مشتمل ہے،جن کی طرف بیشتر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

محدثین کی نگاہ نہیں پہنچی اور جنہیں علمی دنیا میں علامہ نیمویؒ ہی کی تحقیق کہا جاسکتا ہے۔گویا یہ رسالہ اب نایاب ہے لیکن اس کے اکثر مندرجات کو تھوڑے بہت تغیر و تبدل کے ساتھ آثار السنن میں دیکھا جاسکتا ہے۔

(۳) **الدرۃ الغرۃ فی وضع الیدین علی الصدر وتحت السرۃ:** گیارہ صفحات کا مختصر رسالہ ہے جسے قومی پریس لکھنوء نے طبع کیا تھا۔اس میں علامہ نیمویؒ نے شوافع کی موید آٹھ روایتوں کو ذکر کر کے ان پر کلام کیا ہے بعد میں احناف کی موید چھ روایتوں سے اس کی تردید کی ہے۔اس کی زبان اردو اور انداز مناظرانہ ہے۔

(۴) **مقالہ کاملہ:** ۲۰۷ صفحات پر مشتمل یہ رسالہ محمد علی اعظمی کی کتاب ''الاجوبہ الفاخرۃ الفاضلۃ'' کے جواب میں لکھا گیا ہے۔حکیم محمد علی نے حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادی اور امام ابوحنیفہ کو تنقید کا نشانہ بنایا تھا۔علامہ نیمویؒ نے اس رسالہ میں ان اعتراضات کا شافی جواب دیا اور تصوف سے متعلق بہت ساری باتوں پر عالمانہ انداز میں گفتگو کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ حق حضرت مولانا شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادیؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ ہے۔

(۵) **جامع الآثار فی اختصاص الجمعۃ بالامصار:** شہر اور بڑے قصبات میں جمعہ کے وجوب اور دیہات میں عدم وجوب کے سلسلہ میں مجتہدانہ شان اور محققانہ انداز میں بحث کر کے علامہ نیمویؒ نے نہایت قوی اور مستحکم دلائل سے احناف کے مسلک کو واضح اور مبرہن کیا ہے۔رسالہ ۱۶ صفحات پر مشتمل ہے اور اس کے اکثر مندرجات آثار السنن میں ''باب لاجمعۃ الا فی مصر'' کے تحت شامل ہے۔

(۶) **جلاء العین فی رفع الیدین:** اس رسالہ میں رفع یدین سے متعلق احادیث پر سیر حاصل بحث کرنے کے بعد یہ ثابت کیا ہے کہ روایت صحیحہ سے خلفاء اربعہ کا رفع یدین کرنا ثابت نہیں ہے۔۱۶ صفحات پر مشتمل یہ رسالہ قومی پریس لکھنوء سے طبع ہوا تھا۔

(۷) **حبل المتین:** آمین بالجہر و بالسر پر ایک مختصر مگر نہایت مفید اور معلوماتی رسالہ ہے جس میں احادیث صحیحہ، آثار صحابہ اور علماء کے اقوال وافعال سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ آمین آہستہ کہنا راجح مسلک ہے۔

(۸) **رد السکین:** حبل المتین پر مولانا محمد سعید بنارسی کے اعتراضات کے مجموعہ سکین کا رد ہے۔اس میں علامہ نیمویؒ نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ مولانا موصوف کے زیادہ تر اعتراضات کم فہمی اور لاعلمی پر مبنی ہیں۔۱۸ صفحات پر مشتمل نہایت وقیع رسالہ ہے۔اسلوب مناظرانہ اور زبان اردو ہے۔

(۹) **اوشحۃ الجید فی اثبات التقلید:** یہ کتاب ۱۰۰ صفحات پر مشتمل فقہ اسلامی کی مختصر مگر جامع تاریخ ہے۔جس میں تقلید اور عدم تقلید کی بحثوں کے ساتھ ائمہ مجتہدین خصوصا امام ابوحنیفہؒ کے حالات زندگی اور ان کی علمی عظمت و عبقریت کو تفصیل سے لکھا ہے۔پہلی بار قومی پریس لکھنوء سے طبع ہوئی تھی۔(باقی صفحہ نمبر ۶۱)

© rasailojaraid.com